47040 ـ والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا

سوال

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینے کا شرعی حکم کیا ہے ؟
والدین دلیل یہ دیتے ہوں کہ وہ عورت ان کے پاس ایك ملازمہ اور خادمہ کی حیثیت سے کام کرتی تھی، اگر وہ طلاق نہ دے تو کیا یہ والدین کی نافرمانی شمار ہوگی، یہ علم میں رہی کہ یہ بیوی اس وقت عزت و احترام کی زندگی بسر کر رہی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بلاشك و شبہ والدین کا حق بہت زیادہ ہے، اور سب لوگوں سے زیادہ والدین کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آنا چاہیے، بلکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو والدین کے ساتھ حسن سلوك کا حکم تو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اور تیرے پروردگار کا یہ حکم ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آؤ الاسراء (23).

اولاد پر والدین کی ہر اس معاملہ میں اطاعت و فرمانبرداری واجب ہے جس میں بچوں کو نقصان اور ضرر نہ ہو بلکہ والدین کا اس میں فائدہ و نفع پایا جائے، لیکن جس میں والدین کا کوئی نفع نہ ہو، یا پھر جس میں اولاد کو نقصان و ضرر ہو تو پھر اس وقت والدین کی اطاعت واجب نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" معصیت کے علاوہ والدین کی اطاعت کرنا آدمی پر لازم ہے، چاہے والدین فاسق ہی ہوں.... یہ اس میں ہے جب والدین کو اس سے فائدہ ہوتا ہو، اور بچے کو کوئی نقصان و ضرر نہ ہو " اھ

دیکھیں: الاختیارات (114).

طلاق کے مباح اسباب کے بغیر کسی سبب کی بنا پر طلاق دینا اللہ کو ناپسند ہے، کیونکہ اس میں خاوند و بیوی جیسی نعمت کو ختم کرنا اور خاندان و گھر اور اولاد کو تباہی کی طرف لے جانا ہے.

اور اس میں عورت پر ظلم بھی ہو سکتا ہے، اور پھر ماضی میں عورت کا ملازمہ اور خادمہ رہنا کوئی ایسا شرعی سبب نہیں جس کی بنا پر اسے طلاق دی جا سکے، خاص کر جب وہ دینی اور اخلاقی طور پر مستقیم و صحیح ہو.

اس بنا پر اس بیوی کو والدین کے کہنے پر طلاق دینا واجب نہیں، اور نہ ہی اسے نافرمانی میں شمار کیا جائیگا، لیکن بیٹے کو چاہیے کہ بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ کو بیٹا احسن طریقہ سے رد کرے، اور اس میں نرم لہجہ اور طریقہ اختیار کرے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

نہ ت وانہیں اف کہو اور نہ ہی ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرو، اور انہیں اچھی اور نرم بات کہو الاسراء (23).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

جب والد صاحب بیٹے سے مطالبہ کریں کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے تو اس کا حکم کیا ہوگا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب والد بیٹے کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے تو اس کی دو حالتیں ہونگی:

پہلی حالت:

والد اسے طلاق دینے اور چھوڑنے کا شرعی سبب بیان کرے مثلا وہ کہے: " تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو " کیونکہ اس کے اخلاق صحیح نہیں اس میں شک ہے مثلا وہ مردوں سے تعلقات رکھتی ہے، یا پھر ایسے مقامات پر جاتی ہے جو صاف نہیں اس طرح کا کوئی سبب بیان کرے.

ت واس حالت میں بیٹا اپنے والد کی بات مانتے ہوئے بیوی کو طلاق دے گا؛ کیونکہ اس نے اپنی خواہش کی بنا پر بیٹے کو طلاق دینے کا نہیں کہا، بلکہ اس لیے طلاق دینے کا کہا ہے تا کہ بیٹے کا بستر محفوظ رہے کہ کہیں وہ اس کے بستر کو گندا کر دے تو پھر اسے طلاق دیتا پھرے.

دوسری حالت:

والد اپنے بیٹے کو کہے: اپنی بیوی کو طلاق دے دو کیونکہ بیٹا اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا والد بیٹے کی اس محبت سے غیرت میں آ گیا، اور پھر ماں تو زیادہ غیرت کرتی ہے کیونکہ بہت ساری مائیں جب دیکھتی ہیں کہ ان کا بیٹا اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے تو وہ غیرت میں آ جاتی ہیں حتی کہ بیوی کو اپنی سوکن سمجھنے لگ جاتی ہیں، اللہ تعالی سے سلامتی و عافیت کی دعا ہے.

اس حالت میں بیٹے کے لیے والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا لازم نہیں، لیکن اسے چاہیے کہ وہ والدین کی خاطر مدارت کرے اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھے طلاق نہ دے اور نرم لہجہ سے والدین کو الفت کے ساتھ راضی کرے کہ وہ اسے رہنے دیں، اور خاص کر جب بیوی دین و اخلاق کی مالك ہو.

امام احمد رحمہ اللہ سے بالکل ایسے ہی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا گیا ایك شخص ان کے پاس آیا اور عرض کی میرے والد صاحب مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا کہتے ہیں ؟

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے کہا:

تم اسے طلاق مت دو.

وہ کہنے لگا: کیا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بیٹے سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

کیا تمہارا باپ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح ہے ؟

اور اگر باپ اپنے بیٹے پر یہ دلیل لے اور اسے کہے: بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو ان کے باپ عمر کے کہنے کے مطابق طلاق دینے کا حکم دیا تھا تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ:

یعنی کیا تم عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح ہو ؟

لیکن یہاں بات میں نرمی اختیار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ: عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی ایسی چیز دیکھی تھی جو طلاق کی متقاضی تھی اور مصلحت اسی میں تھی کہ وہ بیٹے کو کہیں کہ اسے طلاق دے دے.

اس مسئلہ کے متعلق بہت زیادہ سوال ہوتا ہے تو اس کا جواب یہی ہے " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الجامعۃ للمراۃ المسلمۃ (2 / 671).

مستقل فتاوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

والدہ اپنی شخصی ضرورت کی بنا پر بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرتی ہے یہ مطالبہ نہ تو دینی عیب کی بنا پر ہے اور نہ ہی کسی شرعی سبب کی وجہ سے اس مطالبہ کا حکم کیا ہو گا؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا سائل نے بیان کیا ہے کہ اس کی بیوی مستقیم ہے اور دین والی ہے اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہے، اور بیوی کو قیمتی سمجھتا ہے، اور اس نے اس کی والدہ کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا، بلکہ والدہ نے اپنی شخصی ضرورت کی بنا پر اسے ناپسند کرنا شروع کر دیا ہے، اور وہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور یہ نکاح ختم نہیں کرتا تو اس میں اس کے لیے والدہ کی اطاعت کرنا لازم نہیں.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح فرمان ہے:

" اطاعت و فرمانبرداری تو نیکی و معروف میں ہے "

اس بنا پر اسے اپنی والدہ کی زیارت کر کے اور اس سے نرم لہجہ میں بات چیت کر کے اور اس کے اخراجات برداشت کر کے صلہ رحمی کرنی چاہیے، جس چیز کی وہ محتاج اور ضرورتمند ہے وہ پوری کرے جس سے والدہ کا سینہ ٹھنڈا ہو اور اسے اچھا لگے لیکن وہ اپنی بیوی کو طلاق مت دے، باقی اعمال کرے "

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (20 / 29).

واللہ اعلم .